ناولز کی دنیا
Novels Ki Duniya
ویلیوتھا
مصنفہ: رابعہ خان
www.novelskiduniya.com

NOVELS KI DUNIYA (WEB, FB Page, FB Group, Insta Pg, Youtube Channel)

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

السّلامُ علیکم احباب۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کر کے ہی پبلش کیا جاتا ہے چُوک ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے "ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائیپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔۔

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Nkd (ZT) (UserName: Novelskiduniya77)

Youtube Channel: Novels Ki Dunya (NKD) Official

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے Blue الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے شکریہ۔۔۔۔۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

ویلیوتھا

از قلم: رابعہ خان

قسط نمبر: 1

رات کا پہر۔۔ خاموش اور تنہا۔۔ وقت تین بج کر سات منٹ۔۔ سنک کی ٹونٹی سے گرتا قطرہ قطرہ پانی۔۔ ان پانی کی بوندوں کا نا محسوس سا شور اسکی کچی نیند میں خلل واقع کر رہا تھا۔ اسے محسوس ہوا جیسے اسکا وجود بھیگتا جا رہا ہے۔ اسکے پیر، ہاتھ، بال۔۔ سب گیلا ہونے لگا ہے۔ اس نے اس غیر آرام دہ سے احساس کو جھٹکنے کی کوشش کی۔۔ لیکن نیند بہت گہری تھی۔۔ احساس ٹھنڈا اور گیلا تھا۔۔ اسے الجھن ہونے لگی۔۔ شاید وہ کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔ ایک ایسا خواب جس میں ہمیشہ وہ خود کو بہت زیادہ پانی میں بہتا ہوا محسوس کیا کرتا تھا۔۔ اسکی پیشانی پر اب شدت کے باعث پسینے کی چند بُوندیں ابھر آئی تھیں۔۔ کنپٹی سے بھی پسینہ پھوٹ نکلا تھا۔۔ خواب میں دیکھا جانے والا پانی اب اسکے حلق تک آ رہا تھا۔ اسے محسوس ہوا جیسے اب وہ سانس کے ساتھ اسکے پھیپھڑوں میں اترتا جا رہا ہے۔۔

اگلے ہی پل اسے احساس ہوا کہ اسکا وجود ہوا سے بھی زیادہ ہلکا ہو گیا ہے۔۔ بے حد ہلکا۔۔ اب سانس لینے کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔۔ ہر جانب اندھیرا تھا۔۔ گہرا۔۔ خاموش۔۔ گیلا اندھیرا۔۔

الارم کی چنگھاڑتی ہوئی آواز پر اسکی آنکھ ایک جھٹکے سے کھلی تھی۔ چھت پر جھولتا پنکھا زوں زوں کی آواز کے ساتھ گھوم رہا تھا۔ کمرے میں اے سی کی خنکی پھیلی تھی۔ اسے اپنی ہڈیاں جمتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ وہ یکلخت ہی اٹھ بیٹھی تھی۔ لمبے بال لمحے بھر کو کندھوں پر لہرا کر گر پڑے۔۔ اس نے الارم کلاک پر بدمزہ ہو کر ہاتھ مارا اور پھر بالوں کو جوڑے میں لپیٹتی تیزی سے کمفرٹر ہٹاتی باہر نکلی۔ ٹائلز کی ٹھنڈک نے لمحے بھر کے لیے اسے جما دیا تھا۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اے سی کا ریموٹ اٹھا کر بنا دیکھے اے سی آف کیا اور پھر عجلت میں واش روم کی جانب بڑھی۔ آج اسکی پریزنٹیشن تھی۔ جس کی تیاری کر کے وہ خاصی دیر سے سونے کے بعد دیر سے اٹھی تھی۔

فریش ہونے کے بعد وہ تیزی سے الجھے بالوں میں درشتی سے برش چلاتی ساتھ ساتھ رضیہ کو بھی آوازیں دے رہی تھی۔

"رضی۔۔رضی۔۔" اسکی آواز پر، ایک فربہہ سی لڑکی، لگ بھگ اٹھارہ انیس سال کی، دوڑتی ہوئی اسکے کمرے تک آئی۔ اس نے دھانی رنگ کی قمیض اور ہم رنگ ہی اسٹریٹ پجامہ زیب تن کر رکھا تھا۔ کتھئی رنگ بالوں کو بے دردی سے برش کرتی وہ رضیہ کو ہولا گئی تھی۔

"یار جلدی سے میرے وہ کھسے ڈھونڈ دو۔۔ جو ممانی اس ڈریس کے ساتھ لائی تھیں میرے لیے۔۔ جلدی کرو، رضی میں لیٹ ہو جاؤنگی۔۔" اسے دروازے میں ٹکا دیکھ کر وہ آخر میں زور سے بولی تھی۔ رضیہ بوکھلا کر جلدی سے آگے بڑھی۔ پھر اسکی وارڈراب سے مختلف جوتے نکال کر اسکے مطلوبہ کھسے تلاش کرنے لگی۔ کمرے میں عجیب سا پھیلاوا تھا۔ اسکی جلد بازی کے باعث ہر جانب ہما ہمی سی مچی تھی۔

"پتہ نہیں میں اتنا لیٹ کیسے ہو جاتی ہوں ہمیشہ۔۔" ساتھ ساتھ بڑبڑاتے ہوئے اس نے تیزی سے رخساروں پر سن سکرین رگڑی تھی۔ پھر جلدی جلدی لبوں پر ہلکی سی لپ اسٹک لگا کر پیچھے ہوئی۔ اب وہ دراز میں جھکی کچھ تلاش

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

کر رہی تھی۔ساتھ ہی ایک ہاتھ سے، سیدھے بالوں کو کندھے پر روکے ہوئے بھی تھی۔رضیہ نے اسی پہر اسکے قدموں میں دھانی رنگ کے نازک سے کھسے لا رکھے تھے۔اب ایک پیر کھسے میں اڑسے، دونوں ہاتھوں سے کان میں ٹاپس پہنتی وہ رضیہ کو اپنا یونی بیگ لے کر آنے کے لیے ہدایات دے رہی تھی۔کٹھئی رنگ سیدھے بال اسکی کمر پر بکھرے تھے اور وہ اس دھانی رنگ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔رضیہ نے اسے اسکا بیگ لا کر دیا تو اس نے اک آخری نگاہ آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر ڈالی۔پھر رضیہ کی جانب گھومی۔۔

"میں ٹھیک لگ رہی ہوں نا۔۔؟"

"باجی آپ ہمیشہ کی طرح بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔"

"یہ شفون دوپٹہ ٹھیک ہے یا اسکے ساتھ ٹشو والا مفلر لوں۔۔؟"

"نہیں یہ والا ٹھیک ہے۔۔ مفلر چھوٹا ہو جائے گا پھر ماموں آپکو بلاوجہ پوائنٹ آوٹ کریں گے۔۔"اس نے اسکی بات پر مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔رخسار میں ڈمپل ابھرا۔یہ ڈمپل اسکے چہرے کو مزید خوبصورتی بخشتا تھا۔

"لائنر لگاوں یا ایسے ہی رہنے دوں۔۔؟"

"لائنر کا ٹائم ہے۔۔؟"رضیہ نے پوچھا تو اس نے ہاتھ میں پہنی گھڑی کی جانب مضطرب سے انداز میں دیکھا۔

"دو منٹ لگیں گے نا۔۔"

"ہاں۔۔ آپکی آنکھوں پر سوٹ کرتا ہے۔"اس نے جلدی سے بیگ اور دوپٹہ اسے پکڑایا اور پھر سے سنگھار آئینے کی جانب بڑھ آئی۔اب وہ لب کھولے، انہماک سے آنکھوں کو لائنر سے سجانے میں مصروف تھی۔پھر پیچھے ہو کر پلکوں کی باڑھ پر مسکارا پھیرنے لگی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"باجی۔۔ ٹنٹ رہ گیا۔۔"

اس نے اگلے ہی پل ہلکا سا ٹنٹ لے کر رخساروں پر تھپتھپایا اور پیچھے ہو کر اپنا سراپا دیکھا۔

"مانتی ہو نا پھر زولا کو تم۔۔" اس نے ابرو اچکا کر ادا سے رضی کو اشارہ کیا تو وہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔ پھر وہ جلدی سے بیگ کندھے پر ڈالتی، دوپٹہ لیے باہر کی جانب بڑھی۔ دروازے میں ٹھہر کر اسے یاد آیا جیسے وہ کچھ بھول رہی ہے۔ کچھ پل بعد بھی یاد نہ آیا تو اس نے سر جھٹک کر قدم باہر کی جانب بڑھائے۔ رضیہ اسکے پیچھے ہی تھی۔ گول چکر دار زینوں سے اترتے ہوئے اسکی نگاہ لاؤنج میں براجمان افراد پر پڑی۔ پُر تعیش سے لاؤنج میں ماموں اور ممانی براجمان تھے۔ زینوں پر قدموں کی چاپ محسوس کر کے بہرام حسن نے اخبار کا کونا یونہی موڑ کر دیکھا تھا۔ زینوں سے اترتی زولا نے انہیں لمحے بھر کو حیران کیا تھا۔ وہ رضیہ سے باتیں کرتی اسی طرف آ رہی تھی۔

ممانی نے بھی لمحے بھر کو چہرہ اٹھا کر اسکی جانب دیکھا تھا۔ اسکا چھوٹا سا صبیح چہرہ اس سمے عجلت کے باعث تمتما رہا تھا۔ بادامی آنکھیں ہلکا رنگ ہونے کے باعث خوبصورت لگ رہی تھیں۔ بال جو کندھے پر کھلے ہو کر گر رہے تھے، وہ انہیں انگلیوں سے نزاکت کے ساتھ کان کے پیچھے اڑس رہی تھی۔ اسے لمحے بھر کو دیکھ کر کوئی بھی ٹھہر سکتا تھا۔ اسکی موجودگی محسوس کر کے نرم سے گلابوں کا خیال آتا تھا۔ ہلکے، نرم اور معطر۔۔

"زولا۔۔ اتنی تیاری کہاں کی ہے۔۔؟" بہرام نے بہر حال پوچھ ہی لیا۔ ماتھے پر بل بھی ابھر آئے تھے۔ انہیں یقیناً اسکی تیاری کچھ خاص پسند نہیں آئی تھی۔ وہ اکثر اسکی تیاریوں پر یونہی تنقیدی نگاہ ڈالنے لگے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"وہ ماموں۔۔ دراصل آج میری یونی میں پریزنٹیشن ہے۔ اسی لیے بس۔۔" آخر میں اسکے رخسار ہلکے سے گلابی ہوئے تھے۔ ممانی نے بہرام کی جانب تادیبی نگاہوں سے دیکھا تھا۔ بہرام کی بے وقت کی تفتیش انہیں کبھی پسند نہیں آتی تھی۔ دوسری جانب انہیں زولا بے حد پیاری تھی۔

"پیاری لگ رہی ہو ماشااللہ۔۔ تمہارے ماموں کو تو عادت ہے عورتوں کی تیاریوں سے کبیدہ خاطر رہنے کی۔۔ تم جاؤ۔۔ اپنا بیسٹ دینا۔۔" وہ ممانی کی بات سن کر پورے دل سے مسکراتی ان سے جھک کر پیار لینے لگی تھی۔ جھکنے کے باعث ریشمی بال اسکے چہرے پر گرنے لگے تھے۔

"آج ڈرائیور نہیں ہے۔۔ تو تمہیں اپنے انہی ماموں کے ساتھ جانا پڑے گا۔ یہ کچھ بھی بولیں تو دھیان نہ دینا۔" آخری بات ذرا رازداری سے کہی تو وہ کھکھلا کر ہنس دی۔ اسکے رخسار میں پڑ تاڈ مپل دلکش لگنے لگا تھا۔ بہرام نے اسی سنجیدگی سے زولا کو دیکھا تھا۔ پھر اخبار تہہ کرکے درمیان میں موجود سینٹرل ٹیبل پر ڈال دیا۔ کھنکھار کر سیدھے ہوئے۔

"اگر میل ملاپ سے فراغت میسر آ گئی ہے تو چلنا چاہیے۔۔؟" انہوں نے ٹھنڈے سے انداز میں کہا تو اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ پھر رضیہ اور ممانی کو ہاتھ ہلاتی بہرام کے پیچھے بڑھ گئی۔ پیچھے رضیہ اور سونیا نے یونہی گہرا سانس لے کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔ انہیں بہرام کا زولا کے ساتھ سرد رویہ دکھائی دیتا تھا لیکن زولا کی جانب سے کبھی نہ کی گئی شکایت پر وہ بھی چپ تھے۔ بہرکیف بہرام کے سامنے انکے رویے کے خلاف کچھ بولنا اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف تھا۔ وہ جلد طیش میں آ کر، بدزبانی سے نہ چوکنے والے انسان تھے۔ ان سے بات کرنے سے قبل، انہیں جاننے والا ہر انسان سوچا کرتا تھا۔ اگرچہ زولا انکی سگی بھانجی تھی لیکن انکا لیا دیا سا سرد رویہ کسی بھی طور اس حقیقت کو ثابت نہیں کیا کرتا تھا۔

صبح کی دھوپ اب گھر کی دیواروں پر پھسل کر پگھلنے لگی تھی۔وہ ماموں کے ساتھ گاڑی میں آ بیٹھی تھی۔

"پریزنٹیشن کس سبجیکٹ کی ہے۔۔؟"

گاڑی مصروف شاہراہ پر رواں دواں تھی۔بہرام نے اس پر دوسری نگاہ ڈالے بغیر استفسار کیا تھا۔

"لٹرری اسٹائلسٹکس کی۔۔" آہستہ سے کہا۔اسے بہرام کے لیے دیے سے رویے کا ادراک تھا۔اسی لیے اپنی بہت دوستانہ طبیعت کے باوجود بھی وہ انکے سامنے خواہ مخواہ نروس ہونے لگتی تھی۔

"اتنا کانفیڈینس ہے تم میں کہ پچاس لوگوں کے سامنے پریزنٹ کر سکو۔۔؟" جانے کیوں انکے سوال میں اسے نامحسوس سی چبھن محسوس ہوئی تھی۔

"جی۔۔" آہستہ سے بجھا بجھا سا "جی" کہا اور پھر گود میں رکھے اپنے نرم سے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو دیکھنے لگی۔یہ صبح ایسی نہیں ہونی چاہیے تھی جیسی ہو رہی تھی۔اسے پریزنٹیشن کے لیے اچھے موڈ میں جانے کی ضرورت تھی۔یہ فائنل ٹرم کی بے حد ناگزیر پریزنٹیشن تھی،جس کے کم مارکس پر وہ کبھی بھی اکتفا نہیں کر سکتی تھی۔

"مجھے تمہاری ایسی تیاری بالکل بھی نہیں پسند جانتی ہو نا تم؟ پھر ہر دفعہ مجھے کیوں تمہیں یاد دلانا پڑتا ہے زولا کہ تم ایک درسگاہ میں تعلیم کی غرض سے جا رہی ہو۔۔بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ بھیجی جا رہی ہو۔۔وہ کوئی ریمپ یا فیشن شو نہیں ہے جس کے لیے اتنا بن سنور کر نکلا جائے۔۔" بہرام کی آواز میں شدید ناگواری تھی۔ماتھے پر کئی لکیریں بھی تھیں۔۔زولا کا دل بھاری ہونے لگا تھا۔نہیں۔اسکا موڈ نہیں خراب ہونا چاہیے۔پھر کچھ اچھا نہیں ہو گا۔

"ماموں۔۔مجھے تیار ہونا پسند ہے۔۔" اس نے بے حد آہستگی سے مجرموں کی طرح گردن جھکا کر کہا تھا۔لمحے بھر کے لیے اسے اپنی تیاری پر افسوس بھی ہوا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"لیکن ایک درسگاہ کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں۔۔" بہرام کو اسکا بحث کرنا پسند نہیں آیا تھا۔ اگرچہ اسکا انداز کسی بھی قسم کی بے ادبی سے پاک تھا۔

"ماموں وہاں سب ایسے ہی تیار ہو کر آتے ہیں۔"

"تو تم اب سب کے پیچھے چلو گی۔۔؟" انکا لہجہ تیز ہوا تھا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ غصہ ور انداز میں موڑ بھی کاٹ رہے تھے۔ اسے گاڑی میں گھٹن کا احساس ہونے لگا۔ دل پر وزن کچھ اور گہرا ہوا۔

"میں کسی کے پیچھے نہیں چل رہی، ماموں۔ میرا اپنا اسٹائل ہے۔ مجھے کسی کا اسٹائل کاپی کرنا نہیں پسند۔" اس نے اپنی دانست میں بہت سمجھداری کا مظاہرہ کیا تھا لیکن بہرام نے اسکے جواب پر اسے لمحے بھر کو حیرت سے دیکھا تھا۔

"اسٹائل۔۔؟"

"ہاں نا۔۔ اسٹائل۔۔" اس نے معصومیت سے کہہ کر سر ہلایا تھا۔ بہرام کے ابرو لمحے بھر کو سُکڑے۔۔

"ہم یہاں اسٹائل کی بات نہیں کر رہے ہیں بیوقوف لڑکی۔۔!"

"پھر۔۔؟" اس نے قدرے ناسمجھی سے انکی جانب دیکھا تھا۔

"ہم یہاں لوگوں کے پیچھے اندھی تقلید کی بات کر رہے ہیں۔ اپنا دماغ استعمال کرو۔ پھر تمہاری جیسی لڑکیاں ہی ہوتی ہیں جو عورت مارچ جیسی فضولیت میں جا کر خود کو اور اپنے خاندان والوں کو بے آبرو کرتی ہیں۔"

"ہم جیسی لڑکیوں سے مطلب؟" اس نے حیرت سے پوچھا تھا۔۔

"تم جیسی مطلب بیوقوف اور فارغ۔۔!"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اس نے بات کا برا مانے بغیر سرعت سے کہا تھا۔"ماموں عورت مارچ میں ہم جیسی عورتیں ہی جاسکتی ہیں۔"

"بالکل نہیں۔۔وہاں ان عورتوں کو آنا چاہیے جو ظلم کا شکار رہی ہوں۔۔"

"لیکن ماموں اگر وہ عورتیں وہاں آسکتیں تو عورت مارچ ہی کیوں ہوتا۔۔؟آپکو نہیں لگتا کہ اگر وہ اتنی خود مختار ہوتیں تو ہم عورت مارچ نہیں کررہے ہوتے۔؟"اس نے بنا کسی تعصب کے نرمی سے پوچھا تھا۔لمحے بھر کو بہرام بھی لاجواب ہوئے تھے۔

"وہاں تو ہم جیسی فارغ اور بے وقوف عورتیں ہی جاسکتی ہیں،ماموں۔۔کیونکہ جن کے ساتھ ظلم ہورہا ہے وہ تو آہی نہیں سکتیں۔۔مانا کہ ہمارے ملک میں فیمینزم بہت سطحی طرح کام کررہا ہے لیکن ایک وقت بعد یہ عورتوں کے اصل مسائل کو اڈریس کرے گا جیسے ہر معاشرے میں کرتا رہا ہے۔پھر کھانا گرم نہیں کرونگی اور کپڑے نہیں دھونگی جیسے سلوگنز خود بخود تھم جائینگے۔۔ہر تحریک کا آغاز اسی طرح سطحی ہوتا ہے۔۔لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس میں پختگی اترنے لگتی ہے۔آج نہیں تو بیس سال بعد آپ اس پختگی کا خود معائنہ کرلیں گے۔"اس نے نرمی لیکن قدرے قطعیت سے اپنی بات کہہ کر بہرام کا چہرہ دیکھا تھا۔جو اسکے جواب پر ہرگز بھی خوشگوار نہیں لگ رہا تھا۔

"اگر تمہیں موقع ملے تو کیا تم اس لغو مارچ کا حصہ بنو گی۔۔؟"استفہامیہ سے سُکڑے ابرو لیے وہ اس سے پوچھ رہے تھے۔زولا نے گہرا سانس لیا اور پھر سر ہولے سے اثبات میں ہلایا۔بہرام نے **"اچھا"** والے انداز میں گردن ہلا کر ایک بار پھر سے موڑ کاٹا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"ماموں۔۔میں فیمینسٹ نہیں ہوں۔مجھے اس تحریک کا حصہ بننے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔لیکن ہم اس بات سے نگاہیں نہیں پھیر سکتے کہ یہ تحریک بہت سی لاچار عورتوں کے لیے کسی نجات دہندے کی مانند کام کر سکتی ہے۔آپ مجھ سے اختلاف کر سکتے ہیں۔۔کیونکہ اکثر مرد کرتے ہیں۔"

"کیوں اختلاف کرتے ہیں کبھی اس نکتے کو سمجھنے کی زحمت کی ہے۔۔؟"

"سمجھنے کی کیا ضرورت ماموں۔۔یہ تو بے حد واضح بات ہے۔۔پدرانہ نظام کے ذریعے برسوں کی زنجیریں جب ہلائی جائینگی تو وہ مذمت تو کریں گے نا۔کون اپنی کرسی جاتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے۔۔؟کون اپنی حکمرانی کا خاتمہ چاہتا ہے۔۔؟حقوق کی عدم ادائیگی بھی ایک طرح کی حکمرانی ہے۔"وہ دکھنے میں جتنی نرم تھی بولنے میں اس سے بھی زیادہ نازک اندام تھی۔۔لیکن اسکی آراء البتہ نزاکت کے کسی بھی پیراہن سے برہنہ تھیں۔بہرام کا انداز بھی اسکا جواب سن کر مزید سخت ہوا تھا۔

"اختلاف بھی سوچ سمجھ کر کیا گیا ہے۔۔"کچھ نہ سمجھ آنے پر وہ بے تکا سا جملہ بول کر لمحے بھر کو خاموش ہوئے تھے۔اس نے بال کان کے پیچھے اڑسے اور پھر کھڑکی کے پار دوڑتی درختوں کی طویل قطار کو دیکھنے لگی۔آنکھوں میں ہلکی سی اداسی اتر آئی تھی۔

"حالانکہ ماموں۔۔میرا ماننا ہے۔۔کہ اگر آپ اپنی عورتوں کے مذہبی اور سماجی حقوق باقائدگی سے ادا کر رہے ہیں۔۔تو آپکو اس معاملے میں اختلاف رکھنے کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے۔۔آپکو یہ سب اگر کسی نہج پر ٹریگر کر رہا ہے تو شاید آپ بھی کہیں نا کہیں عورتوں کے سڑکوں پر حقوق مانگنے والے اقدامات کے مؤجب ہیں۔۔جسٹ سیئنگ!"آخر میں ہولے سے کندھے اچکائے۔

NOVELS KI DUNIYA (WEB, FB Page, FB Group, Insta Pg, Youtube Channel)

گاڑی اب درسگاہ کے داخلی قدِ آدم دروازے سے اندر کی جانب بڑھ رہی تھی۔اس میں پچھلی خاموشی تناؤ سے بھرپور تھی۔بہرام نے اسکی جانب لمحے بھر کو کٹیلی نگاہ ڈالی تھی۔انہیں اسکا ٹھنڈا سا نرم انداز ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔اگلے ہی لمحات میں وہ اسے اسکے ڈیپارٹمنٹ کی داخلی حدود میں اتار کر آگے بڑھ چکے تھے۔انکے نقوش اُکھڑے ہوئے تھے اور زولا کے ساتھ ہوا صبح صبح کا انکاؤنٹر انہیں کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔

وہ انکی دُور جاتی گاڑی کو کئی لمحات تک بے دریغ دیکھے گئی۔گرمیوں کی دُھوپ نے اسکے رخساروں کو سُرخ کر دیا تھا پر وہ پرواہ کیے بغیر بس بہرام کی جاتی گاڑی سے اٹھتا دُھواں تک رہی تھی۔کیا کبھی ماموں اس سے خوش ہونگے۔۔؟ شاید نہیں۔۔شاید بعض لوگوں کے لیے آپ اپنی گردن رہن رکھوا دیں وہ تب بھی آپ سے خوش نہیں ہو سکتے۔ اس نے بھاری دل لیے گہرا سانس بھرا اور پھر جو نہی پلٹی تو لمحے بھر کو ٹھٹک کر رُک گئی۔وہ کچھ بھول رہی تھی۔۔ اسے یاد آرہا تھا کہ وہ کچھ بُھول رہی ہے۔۔ذہن پر زور دینے کے باوجود بھی جب جواب نِدارد رہا تو اس نے سر جھٹک کر، قدم داخلی زینوں کی جانب بڑھا دیے۔

درسگاہ پر کئی لمحات گرم تپتی دُھوپ تلے پِگھل کر قطرہ قطرہ بہنے لگے تھے۔اس نے اپنا دوپٹہ کندھے پر درست کیا اور پھر آگے بڑھ آئی۔

جیل کی راہداری سرد اور سنسان تھی۔۔

دوپہر کے گرم تپتے پہر میں صبح کی مشقت زدہ صعوبتیں برداشت کرتے قیدی اب گہری نیند سو رہے تھے۔اسی سنسان راہداری کے آخری سِرے پر اِک قدرے تنگ و تاریک سا سیل تھا جس میں موجود قیدی کی کلائیاں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

زنجیروں میں جکڑی تھیں۔۔ سفید باریک سے کُرتے میں ملبوس قیدی، ہتھکڑی لگے ہاتھوں کو دوزانو رکھے، سلاخوں سے اندر کو گرتی دُھوپ کو انتہائی خاموش نگاہوں سے تک رہا تھا۔۔

اسکی آنکھیں خاموش تھیں۔۔ لب سِلے ہوئے تھے۔۔ وجود میں اک گہری چُپ گُندھی ہوئی تھی جواب زردی مائل ہو کر اسکے چہرے پر ان تین سلاخوں سے اندر کو گرتی دھوپ میں واضح دِکھائی دینے لگی تھی۔ اسکے وجود میں جنبش گویا ناپید تھی۔۔ یکا یک سیل کے دروازے کے پار کھڑا کھڑا اہٹ اُبھری۔ قدموں کی چاپ۔۔ اک وجود سائے کی صورت انتہائی خاموشی سے سلاخوں کے مقابل آ کھڑا ہوا تھا۔ اندر براجمان قیدی نے اسکی جانب نگاہ پھیرنا گوارہ نہ کیا۔

"کیسے ہو۔۔؟" سوٹڈ بوٹڈ، شاندار سا، سیاہ کوٹ کا بٹن بند کرتا وکیل اندر موجود قیدی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اسکے سیل پر اک ناقدانہ نگاہ ڈالے وہ اسکی ابتر حالت کو قابلِ ترس انداز میں دیکھتا، لمحہ بہ لمحہ سر ہلا رہا تھا۔۔

"کیسے ہو ینگ مین؟ جیل کی سلاخوں نے تم سے زندگی کی ہر رمق ضبط کرلی ہے گویا۔۔" اسکے لہجے میں افسوس تھا۔ جو وکلاء برادری کے اندر کچھ ستائشی نگاہوں سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔

"مجھے سیکریٹری امیر بخش نے بتایا کہ تم اس مویشی نُما سیل میں انتہائی چُپ ہو کر ایک جانب بیٹھے رہتے ہو۔۔ نہ کھاتے ہو نہ پیتے ہو۔۔ بس چُپ رہتے ہو۔۔ مجھے واقعتاً تمہاری ایسی ابتر حالت پر افسوس ہے۔۔" اسکی آواز اور لہجے میں گھلتی اپنائیت پر بھی اندر موجود قیدی نے اسے نگاہیں اٹھا کر دیکھنا گوارہ نہ کیا تھا۔ وہ اب بھی اپنے ہتھکڑی لگے ہاتھوں کو تک رہا تھا۔ وکیل کے لیے اسکی توجہ لینا اک کٹھن مرحلہ ثابت ہو رہا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"میرا نام رئیس علی ہے۔ میں پراسیکیوٹر ہوں۔ وُکلاء میں عزتِ عامہ سے جانا جاتا ہوں اور قدرے رحمدل بھی واقع ہوا ہوں۔ کیا آپ مجھے اپنا تعارف کروانا پسند کریں گے۔۔؟" اس نے ہاتھ میں پکڑی چند فائلز کو لمحے بھر کو کھول کر نگاہوں کے سامنے کیا تھا۔ سامنے موجود قیدی کی بنیادی ڈاکیومینٹیشن اس فائل میں موجود تھی۔ ایک جانب اسکی پاکٹ سائز تصویر بھی چسپاں تھی۔ اسکی آنکھوں میں زندگی تب بھی خاموش تھی۔ چہرہ قدرے وجیہہ تھا۔ ابرو کے پاس اک چھوٹا سا زخم تھا۔ جبڑے مضبوطی سے جمے تھے۔ گردن فولاد کی بنی لگتی تھی۔ کندھوں کی اٹھان قدرے مضبوط اور شارپ تھی۔ اسکے شولڈر بلیڈز دیکھنے سے تعلق رکھتے تھے۔ وکیل نے ایک نگاہ اٹھا کر سامنے موجود اس قیدی کو دیکھا تھا۔ اسکے بال جو تصویر میں ماتھے پر گر رہے تھے، اس سمے بُز کٹ (Buzz Cut) کی صورت دکھائی دے رہے تھے۔ پیشانی پر کئی کٹس لگے تھے۔ ایک چھوٹا سا زخم ناک پر بھی تھا۔ وہ دائیں جانب سے، گردن جھکائے بیٹھا، قدرے بلند قد کاٹھ کا مرد لگتا تھا۔ سفید کرتے میں اسکا کسرتی جسم واضح تھا۔

"نام کیا ہے تمہارا۔۔؟" استفسار پھر سے ابھرا تھا۔ وہ اب فائل کے اوراق لمحہ بہ لمحہ پلٹ کر اس قیدی کا اعمال نامہ نظروں سے اسکین کر رہا تھا۔ پھر ایک جگہ ٹھہر کر ابرو اٹھایا۔ آنکھوں میں تحیُّر تھا۔ سیل کا سناٹا قدرے گہرا معلوم ہو رہا تھا۔ قیدی کا سر اب تک جھکا تھا۔ آنکھوں ہنوز ہتھکڑی لگے ہاتھوں پر مرکوز تھیں۔

"اُس مالک کا قتل جو اٹھارہ سالوں تک تمہیں بنا کسی معاوضے کے پالتا رہا۔۔" وکیل نے زیرلب دہرایا تھا۔ یوں گویا محظوظ ہوا ہو۔

"مالک کے اکلوتے بیٹے کا قتل۔۔ وہ بھی ایسا بیٹا جو ذہنی طور پر معذور تھا۔" وہ دہراتا جا رہا تھا۔ ساتھ ساتھ صفحات پلٹنے کی آواز بھی سیل کے سناٹے میں گونج رہی تھی۔ قیدی کی نگاہیں ساکت رہیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"یہ سب بھی قابل معافی ہے۔۔ مگر اپنی بیٹی کا قتل؟ اپنی پانچ ماہ کی بیٹی کا قتل۔۔؟ نا قابل تلافی جرم۔۔ انسانیت سے گراہوا جرم۔" اب کہ اسکی محظوظ آواز میں ہلکا سا افسوس در آیا تھا۔ فائل بند ہو چکی تھی۔ باقی کے تمام گناہوں کو اس نے جانے دیا تھا۔ شاید وہ اتنے سنگین نہیں تھے۔ یا شاید ان جرائم کے سامنے اتنے سنگین نہیں تھے۔ وہ اب دروازے کی سلاخوں سے ٹکا اسے دیکھ رہا تھا۔

"جانتے ہو، قیدی۔۔ کچھ جرم انسان کو انسان ہونے کے ناطے کبھی نہیں کرنے چاہیے۔ وہ جرم اسکے گلے کا طوق ثابت ہوتے ہیں۔ تمہیں اپنی گردن بھاری نہیں لگتی۔۔؟" اسکا سوال ہوا میں ہی معلق رہا۔ جواب ندارد تھا۔

"یا شاید تمہیں اس طوق کے ساتھ رہنے کی عادت ہو گئی ہے۔۔؟" اس نے لمحے بھر کو جواب کا انتظار کیا لیکن بے سود۔ وہ جواب نہیں دیا کرتا تھا۔ اسکی جانب موجود خاموشی بہت گہری اور سنسان تھی۔ بالکل اس سیل کی مانند جس میں وہ قید تھا۔ پراسیکیوٹر چند لمحات تک سلاخوں کے پار ایستادہ رہا اور پھر توجہ نہ ملنے پر اسے چاروناچار ٹلنا ہی پڑا۔ سلاخوں کے پار کھڑے انسان کا سایہ ٹلا تو اندر موجود قیدی نے لمحے بھر کو نشان زدہ ابرو اٹھا کر اس جانب دیکھا۔ زردی اب پورے قید خانے کا احاطہ کیے ہوئے تھی۔ ابرو جو خاموشی سے اٹھا کر سلاخوں کی جانب دیکھا تھا، اب پھر سے جھک چکا تھا۔ اسکی آنکھیں ایک بار پھر سے اپنے ہاتھوں پر جمی تھیں۔

پراسیکیوٹر باہر کی جانب بڑھا۔ سیلز کے سامنے سے گزرتے ہوئے، قیدیوں کے حالات مشاہدہ کرنے کے بعد اس نے ظاہری طور پر جھرجھری لی تھی۔ جانے یہ لوگ ان تنگ و تاریک سیلز میں رہتے کیسے تھے؟ بیرونی برآمدے کی جانب نکل آنے کے بعد اسکا رخ آہنی دروازے کی جانب تھا۔ درمیان میں موجود اک وسیع و عریض سا میدان عبور کرنے کے بعد وہ داخلی دروازہ پار کرتا، تھوڑی دور پارک اپنی کار کی جانب چلا آیا تھا۔ اگلے ہی پل دروازہ کھلا اور پھر پچھلی نشست سے سوٹڈ بوٹڈ سا انسان باہر نکلا۔ وہ پستہ قد، چینی نقوش کا حامل انسان تھا۔ آنکھیں نیولے کی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

مانند شاطر تھیں۔ حرکات و سکنات باریک تھیں۔ اسکی آنکھیں ایک ہی جست میں، چیزوں اور انسانوں کو جانچ لینے کی سکت سے بہرہ مند تھیں۔

"وہ منہ نہیں کھولتا۔۔" وکیل نے گویا تھک کر اسے آگاہ کیا تھا۔ رستم نے گہرا سانس لیا۔ پھر ایک نگاہ جیل کے آہنی دروازے پر ڈالی۔ جس کے چھوٹے کھلے گیٹ سے پولیس اہلکاروں اور آزاد ہوئے قیدیوں کی آمدورفت جاری تھی۔ چہرہ واپس پھیرتے ہوئے اس نے پر سیکیوٹر کا بغور معائنہ کیا تھا۔ دھوپ کی تمازت میں اسکے کسی قدرے، درمیانے پاکستانی نقوش، اس سے دہک رہے تھے۔ گرمی کی حدت بڑھ گئ تھی۔

"وہ کبھی منہ نہیں کھولتا۔ میں نے تمہیں پہلے ہی بتایا تھا۔ وہ سلے لب لیے بیٹھا ہے۔ کوئی اسکی خاموشی میں آج تک ایک دراڑ تک نہیں ڈال سکا ہے۔"

"پھر وہ اپنے وکیل کے سامنے کیا کرتا ہے۔۔؟" پستہ قد چینی کے سامنے، کار کے دروازے سے ٹک کر کھڑے وکیل نے کوفت زدہ انداز میں کہا تھا۔ رستم اب اپنے فون کی اسکرین پر نگاہیں جمائے، کانٹیکٹ لسٹ انگوٹھے سے نیچے کرتا جارہا تھا۔ شاید وہ کسی کا نمبر تلاش کررہا تھا۔

"قوی امکان یہی ہے کہ وہ اپنے وکیل کے علاوہ کسی سے بھی گفتگو کرتا ہوا نہیں دیکھا گیا ہے۔ وہ اس سیل میں قید ایک بیسٹ کی مانند ہے۔ جسے بیڑیوں سے جکڑ کر لگام ڈالی گئ ہے۔ لیکن اب یہ لگام ٹرائل کے اختتام تک ختم ہونے والی ہے۔ اور اسکی آزادی کسی کے لیے بھی خوش آئند بات نہیں ہے۔" وہ مصروف سا بولتا ہوا، لسٹ انگوٹھے سے نیچے کرتا جارہا تھا۔ پراسیکیوٹر کے ابرو حیرت سے لمحے بھر کو اوپر اٹھے تھے۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"کیا ایسے جرائم سرزد ہونے کے باوجود بھی اسکی رہائی کسی طور ممکن ہے۔۔؟"رستم نے اسکے بے تکے سوال پر اسے ناگواری سے ابرو اٹھا کر دیکھا تھا۔اسے جیسے اس سے ایسے کسی سوال کی توقع نہیں تھی۔

"کوئی شک نہیں کہ تم نئے نئے پراسیکیوٹر بنے ہو۔ تمہیں سیکھنے کے لیے ایک لمبا عرصہ درکار ہے۔"

"کیا تم ٹرائل کی حقیقت کو جھٹلا رہے ہو۔۔؟"

"یہاں سچ اور انصاف جیسی کسی فضول چیز کا وجود نہیں ہے،رئیس!کسی کو اس بات میں دلچسپی نہیں ہے کہ جرم ہوا ہے یا نہیں ہوا۔کس نے سرزد کیا ہے اور کیوں کیا ہے تو بہت دور کے سوالات ہیں۔یہاں محض دو گروہ ہوتے ہیں۔پراسیکیوشن اور دفاعی وکلاء۔دونوں اپنے اپنے جانب کی کہانی جج کے سامنے پیش کرتے ہیں۔جس کی کہانی قابل بھروسہ ہوتی ہے،جج اسے اس کہانی کا فائدہ دیتے ہوئے فیصلہ اسکے حق میں سنادیتا ہے۔اسی کو بنیادی طور پر ٹرائل کہتے ہیں۔"وہ اب ایک نمبر پر ٹھہر کر،کچھ سوچ رہا تھا۔رئیس نے فائلز کا پلندہ کار کے اوپری حصے پر رکھتے ہوئے اسے پوری توجہ سے دیکھا تھا۔

"مطلب اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مجرم اور ملزم کون ہے۔۔؟"

"نہیں۔۔اس بات سے فرق نہیں پڑتا۔کورٹ میں موجود ہر شخص کو کم و بیش معلوم ہوتا ہے کہ کون مجرم ہے۔ اب یہ وکلاء پر منحصر ہے کہ وہ کس انداز سے اس کیس کو جج کے لیے قابل یقین بناتے ہیں۔یہ سراسر انکا کام ہے۔"

"یہ ملک ہے یا اکھاڑہ۔۔؟"رئیس کو اس نظام سے یکدم ہی بہت سے شکوے محسوس ہوئے تھے۔رستم نے ایک بار پھر اسے ناگواری سے دیکھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"دنیا کے ہر کورٹ میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ شاید تم ابھی فیلڈ سے واقف نہیں ہو جبھی ہر بات پر اتنے اچھنبے کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ جلد یا بدیر تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ یہاں کسی کو بھی سچ جاننے میں دلچسپی نہیں ہے۔ یہاں محض سب کو **'اپنا سچ'** منوانے میں دلچسپی ہے۔ جس کے لیے وہ کسی بھی حد کو پاٹ سکتے ہیں۔ اور ہمیں ہر اس حد کے لیے تیار رہنا ہوتا ہے جو ہمارا حریف پاٹ سکتا ہے۔" بالآخر اس نے فیصلہ لیتے ہوئے، نمبر پر ٹکے انگوٹھے کو ہلکا سا دبایا۔ پھر فون کان سے لگایا۔ ساتھ ہی رئیس کو بھی دو انگلیوں سے جانے کا اشارہ کیا تو وہ اپنی فائلز کا پلندہ لیے، سر ہلاتا آگے بڑھ گیا۔ جیل کی بلند، تپتی دیواروں پر دھوپ بے تحاشہ گرم ہو کر پگھل رہی تھی۔ یوں لگتا تھا گویا وہ سرخ اینٹوں سے بنی ان مضبوط دیواروں کو پگھلا دے گی۔ بالکل کسی سیسے کی مانند۔۔ اس نے فون کان سے لگائے رکھا۔ پھر صبر کے ساتھ دوسری جانب جاتی گھنٹی کو سنے گیا۔ اسکا بے نیاز چہرہ اب قدرے الرٹ لگ رہا تھا۔ آنکھوں کی چبھن لوٹ آئی تھی۔

"سر۔۔ آخری ٹرائل باقی ہے۔ اسکے بعد وہ رہا ہو جائے گا۔ ہمارے پاس محض دو ہفتے ہیں کارروائی کی ممکنہ تیاری کرنے کے لیے۔" اسکی آواز میں تابعداری تھی۔ ہاتھ ادب سے کوٹ کے اوپر رکھے ہوئے۔ پھر سر ہلایا۔ وہ اب انہماک سے دوسری جانب کی بات سن رہا تھا۔

اسی پل سیل میں موجود قیدی اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر اپنے ہتھکڑی جکڑے ہاتھوں کو پیچھے باندھا۔ اسکی پشت دروازے کی سلاخوں کی جانب تھی۔ سیل میں موجود، تین سلاخوں والے روشن دان کی جانب رخ کیے وہ خاموش دکھائی دیتا تھا۔ ایک سلاخ سے دھوپ اسکی ایک آنکھ پر پڑ رہی تھی۔

"مجھے خوف ہے کہ وہ اپنی پوری تیاری کے ساتھ باہر آئے گا۔ بہر حال وہ جرمن مافیا سے بچنے کے لیے ہی اس جیل میں پناہ گزین تھا۔ اب جبکہ خطرہ ٹل چکا ہے تو اسے رہا ہونے سے روکنا کٹھن ہو گا۔" سورج کی باریک کرن اسکی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

NOVELS KI DUNIYA (WEB, FB Page, FB Group, Insta Pg, Youtube Channel)

ایک آنکھ پر اب تک پڑ رہی تھی۔ ان آنکھوں کا رنگ سبز تھا۔ گہرا سبز۔ آنکھوں میں اک عجیب سا تاثر بھی تھا۔ جیسے کسی شکاری کی آنکھوں میں ہوتا ہے۔

"میں آپکی ایک عدد ملاقات اس سے طے کروائے دیتا ہوں۔۔"

ہنٹر آئیز میں لمحے بھر کو کچھ ابھرا۔ کچھ ایسا جو نا قابل فہم تھا۔ ہاتھوں کی ہلکی سی جنبش پر، ہتھکڑیوں کی مکروہ آواز سنائی دیتی تھی۔ یوں گویا کسی مویشی کو باندھ کر رکھا گیا ہو۔ باہر رستم اب تک چوکنا ہوا، فون پر گفتگو کر رہا تھا۔ جیل کے اندر ہوتی ہما ہمی، قیدیوں کے روزمرہ کے جھگڑے فساد سے دور، ہنٹر آئیز سلاخوں سے پڑتی دھوپ کو اپنے اندر سمو رہی تھیں۔ اک واحد ذریعہ۔۔ روشنی کا۔۔ روشن دان کی تین سلاخیں۔۔ ان سے اندر گرتی گرم دھوپ۔۔ دھوپ کے نرم ذرے۔۔ جواب آہستگی سے فضا میں تحلیل ہوتے جا رہے تھے۔۔

یونیورسٹی کا دن حسب سابق بہت زیادہ مصروف تھا۔ زولا کی پے در پے کلاسس تھیں۔ چونکہ فائنل ایگزامز قریب تھے، اسی لیے تمام پروفیسرز کا لیکچرز، اسائنمنٹس اور پریزینٹیشنز سمیت اضافی پراجیکٹس کی جانب دھیان زیادہ تھا۔ ان پروفیسرز کا ماننا تھا کہ جب تک طلباء علم حاصل کرنے کے لیے 'سفر' نہیں کرتے، ان کا کچھ بھی سیکھنا اک خام خیالی ہی تھی۔ اسی خیال کے حامل پروفیسر، جنید آفندی کی آج پریزنٹیشن تھی جس کے لیے زولا قدرے پریشان تھی۔ اس نے اس پریزنٹیشن کی کئی راتیں جاگ کر تیاری کی تھی۔ ابھی بھی تمام کلاسس سے فراغت کے بعد، وہ کینٹین میں بیٹھی، اپنے رجسٹر پر لیے نوٹس کی جانب جھکی تھی۔ ان نوٹس پر جگہ جگہ رنگ برنگے اسٹکی نوٹس چسپاں تھے۔ جن پر ضروری معلومات درج تھی۔ وہ ان پر تیزی سے نظر مارتی، ساتھ ساتھ خستہ فرائیز بھی منہ میں رکھتی جا رہی تھی۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

NOVELS KI DUNIYA (WEB, FB Page, FB Group, Insta Pg, Youtube Channel)

کینٹین میں معمول کی ہماہمی تھی۔ ایک دوسرے سے قدرے فاصلے پر لگے ٹیبلز کے اوپر دھوپ کی تمازت سے بچنے کے لیے رنگ رنگ کی چھتریاں تنی تھیں۔ کلاسس کا وقت خاصہ نکل چکا تھا، اور کئی طلباء یونی سے فارغ ہو کر گھروں کو جا چکے تھے۔ فاصلے پر لگے ٹیبلز پر اسکی سہیلیاں براجمان تھیں۔ وہ بھی اسی تیزی سے اپنے نوٹس کا معائنہ کر رہی تھیں۔ دور لگے اک ٹیبل پر، لڑکوں کا اک گروہ بیٹھا تھا۔ اس گروہ میں موجود تمام لڑکے ویل اوف گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے کپڑوں سے لے کے جوتوں تک ہر ہر شے برانڈڈ اور کئی گنا مہنگی تھی۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں گٹار تھا اور وہ کسی مدھر دھن پر اپنا سر دھنتا، باقی ساتھیوں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔ چھ لڑکوں کے اس گروہ کی جانب زولا نے ایک کے بعد دوسری نگاہ نہیں ڈالی تھی۔ لیکن اس گروہ میں براجمان، ایک لڑکے کی نگاہوں کا مرکز محض وہی تھی۔ شاید وہ اسکے یونی میں اب تک ٹکے رہنے کی وجہ بھی تھی۔ کیونکہ وہ اسکا سینئر تھا اور اسکی کلاسس زولا کی کلاسس کے وقت سے پہلے ہی اختتام پزیر ہو جایا کرتی تھیں۔

"زولا۔۔" رائمہ کی آواز پر اس نے محض **'ہوں'** کہا تھا۔ اسکی مصروفیت میں خلل اسے پسند نہیں تھا۔

"زولا۔۔!" اب کہ رائمہ کی آواز میں قدرے جھنجھلاہٹ تھی۔ اس نے بھی اسی زور سے **'ہوں'** کہا تھا۔ ساتھ ہی بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔ اسکے لمبے بال جھک کر اسکی کمر چھو رہے تھے۔ دھانی رنگ کے اس سوٹ میں ملبوس، وہ گرمی کے باعث ہلکی سی سرخ ہوئی اس سمے بے حد پیاری لگ رہی تھی۔

"احسن تمہیں دیکھ رہا ہے، زولا۔۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے گھور رہا ہے۔" رائمہ نے کہہ کر اسکی جانب دیکھا تھا۔ اس نے اسی مصروف چہرے کے ساتھ گردن اوپر اٹھائی اور نگاہ یونہی سامنے براجمان احسن پر جا پڑی۔ وہ پورے انہاک سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ زولا نے اک سپاٹ نگاہ ڈال کر دوبارہ سر نوٹس پر جھکا لیا تھا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"دیکھنے دو۔۔" اسکی خوبصورت، نرم پیشانی پر اس سے ہلکی سی ناگوار لکیر ابھری تھی۔ یہ تو طے تھا کہ وہ کبھی بھی کسی لڑکے میں دلچسپی نہیں لیا کرتی تھی۔ جانے کیوں اسے کسی بھی قسم کے لڑکے اپنی جانب متوجہ کرنے میں ناکام رہے تھے۔

"وہ شاید تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔" رائمہ کے مقابل بیٹھی، رخسار نے کہا تھا۔ وہ دونوں اسٹائلش دکھتی تھیں۔ زولا کی برعکس انکا تعلق مڈل کلاس گھرانوں سے تھا۔ ان تینوں میں سب سے لمبی رائمہ تھی۔ پھر رخسار۔۔ اور پھر زولا۔ رائمہ کی والدہ اطالوی تھی جبکہ باپ پاکستانی۔ اسی وجہ سے اسکے نقوش میں خاصہ اطالوی رنگ گھلا ملا تھا۔ رخساروں کی اوپر کی جانب اٹھیں ہڈیاں، مضبوط جبڑہ اور کتھئی بڑی بڑی آنکھیں۔ اسکے نقوش نزاکت سے ذرا پرے تھے۔ ان میں مضبوط سی سختی کا رنگ تھا۔ البتہ رخسار کے والدین خالص پاکستانی تھے۔ وہ چمکتی سی گندمی رنگت پر گہری بھوری آنکھیں رکھنے والی لڑکی تھی۔ رائمہ اور رخسار کے بالوں کا رنگ گہرا سیاہ تھا۔ البتہ زولا کے بالوں کا رنگ کتھئی تھا۔ جو اسکی چمکتی بے داغ رنگت پر بے حد خوبصورت لگتا تھا۔ وہ ان دونوں سے خاصی مختلف تھی۔ اسکا رکھ رکھاؤ کسی شہزادی کی مانند نزاکت سے بھرپور تھا۔ ایسی شہزادی جسے اپنے عورت ہونے کا۔۔ کمزور ہونے کا احساس تھا۔

"لیکن مجھے اس سے کوئی بات نہیں کرنی ہے۔" اس نے اسی مصروف سی ٹون میں کہا تو رخسار نے اس پر ایک ناراض سی نگاہ ڈالی۔

"تم بات کیوں نہیں کر لیتی اس سے؟ اچھا خاصہ تو ہے دکھنے میں۔ ویل اوف بھی ہے۔ تمہاری فیملی کے معیار کے عین مطابق ہے۔"

"مجھے نہیں کرنی یار۔ مجھے پتہ نہیں کیوں بہت فضول انسان لگتا ہے۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اتنے پیارے دکھنے والے انسان کو تم فضول انسان کیسے کہہ سکتی ہو؟" رخسار کو جیسے اسکی رائے پر شدید اختلاف تھا۔ نوٹس کو ایک ساتھ کر کے، انہیں فائل میں رکھتی زولا نے اسی سکون سے رخسار کی جانب دیکھا تھا۔

"مجھے پتہ ہے رخسار۔۔ کہ وہ تمہیں اچھا لگتا ہے۔ اس میں ظاہری طور پر ایسی کوئی خرابی نہیں۔ لیکن شاید وہ ہر وقت مجھے کسی عقاب کی مانند گھورتا رہتا ہے، اسی لیے زہر لگتا ہے۔ تم چاہو تو اس سے بات کر سکتی ہو۔ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔" ہلکی سی بے ریا مسکراہٹ لیے کہا تو دور بیٹھے احسن عابد کی نگاہ سے اسکا مسکراتا چہرہ چھپا نہیں رہ سکا۔ اسکے انہماک پر اسکے گروہ کے باقی لڑکوں نے بھی قدرے فاصلے پر بیٹھی ان تین لڑکیوں کو دیکھا تھا۔ گٹار والا فیصل اب اپنا گٹار چھوڑے، گردن پوری موڑے ان تینوں کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اسی بیزاریت سے گردن واپس پھیر لی۔ ساتھ ہی سر بھی ہلایا۔

"تمہیں نہیں لگتا زولا تھوڑی آؤٹ آف لیگ ہے۔۔؟" احسن کی جانب دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

"تمہیں نہیں لگتا کہ تم نے آؤٹ آف لیگ بات کی ہے؟ ایسی کونسی لڑکی ہے جو احسن کی لیگ میں نہیں ہو سکتی؟" ساتھ براجمان درمیانے نقوش رکھنے والے فہد نے اسے ناگواری سے ٹوکا تھا۔

"نہیں میرا مطلب ہے۔۔ کہ وہ کبھی بھی کوئی رسپانس نہیں کرتی۔ حالانکہ وہ ویل اوئیر ہے کہ احسن اسے پسند کرتا ہے۔ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اب تک گھٹنوں کے بل جھک کر احسن کی پسندیدگی کو نگاہوں سے لگا چکی ہوتی۔ زولا کے معاملے میں ایسی کسی بھی خوش فہمی کا ادراک کرنا ہی بیوقوفی لگتا ہے۔" اس نے کسی ظالم تبصرہ نگار کی مانند، گویا احسن سمیت باقی کے لڑکوں کو بھی حقائق سے آگاہ کیا تھا۔ زولا اب اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ احسن کی نگاہیں اسکی ہر ہر حرکت کو بغور، دلچسپی سے تک رہی تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ کچھ لڑکیاں **ہارڈ ٹو گیٹ** پلے کرتی ہیں۔ انہیں خود کو دوسروں کے سامنے بچھا لینا توہین آمیز لگتا ہے۔ احسن نے ابھی تک اس سے ایک دفعہ بھی بات کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اگر وہ اس سے بات کرے گا تو اسکا جواب مثبت ہی ہو گا۔ کیوں احسن۔۔؟" فہد نے لمحے بھر کو ٹھہر کر اسکی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا تھا۔ لیکن شاید وہ ان میں سے کسی کی بھی جانب متوجہ نہیں تھا۔ زولا اب اپنے بالوں کو سمیٹ کر اک چھوٹے سے کلپ کی مدد سے ہاف باندھ رہی تھی۔ ساتھ ساتھ وہ فائل اٹھا کر اپنے سینے سے بھی لگا چکی تھی۔ اسکی بے نیازی تھی یا کیا۔۔ احسن نے اک فیصلہ لیتے ہوئے کرسی پیچھے گھسیٹی اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

اسکے اٹھتے ہی فہد اور فیصل سمیت سب نے چونک کر گردن اٹھائے اسے دیکھا تھا۔ وہ درمیانے قد کا، وجیہہ دکھنے والا انسان تھا۔ سیاہ آنکھیں اور سیاہ بالوں والا۔ لگ بھگ چوبیس سال کا اک جوان۔ جو اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود بھی زولا کی توجہ حاصل کرنے میں ناکام رہا تھا۔ لیکن اب یہ ناکامی اسکی مردانگی کو ٹھیس پہنچانے کا ذریعہ بننے لگی تھی۔

"زولا۔۔" احسن نے جیبوں میں ہاتھ اڑسے قدم ان تینوں کی جانب بڑھائے تھے۔ پیچھے براجمان سارے افراد اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ فیصل جو کچھ لمحات پہلے تک بیزار نظر آرہا تھا یکدم ہی متعجب دکھائی دینے لگا تھا۔ کینٹین میں براجمان کچھ دوسرے طلباء نے بھی احسن کو زولا کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور جو گہما گہمی کچھ لمحات پہلے محسوس ہو رہی تھی وہ چند ہی لمحات میں تھم گئی تھی۔ سب جیسے دم سادھے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ شاید اس منظر کی اتنی توجہ کی توجہ احسن کی شہرت تھی۔ وہ درسگاہ میں پڑھتی لڑکیوں میں خاصہ پاپولر تھا۔

"زولا۔۔!" رائمہ کے ساتھ اب رخسار بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ زولا جو اب اپنے آئڈی کارڈ کی نیلی اسٹریپ سے بال نکال رہی تھی، اسکے آواز دینے پر مڑی۔ اور اس سے پہلے کہ وہ اسکے پکارنے کی وجہ دریافت کرتی، اسکی نگاہیں

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

سامنے سے چل کر آتے احسن پر بے ساختہ پھسلی تھیں۔فائل سینے سے لگائے، چھوٹے سے قد کاٹھ والی زولا نے سنجیدگی سے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی تھی۔احسن ان تک پہنچ گیا تھا۔رخسار اور رائمہ کو یکسر نظر انداز کرتا وہ سیدھا زولا کے سامنے آکھڑا ہوا تھا۔

چند لمحات کے لیے ہر طرف گہرا سناٹا رہا۔

"جی۔۔؟"سنجیدگی سے خالی سا **'جی'** کہا۔۔

"کیا یہ سچ ہے کہ میں تمہیں پسند نہیں ہوں۔۔؟"احسن کی ٹون میں کچھ ایسا تھا جو زولا کو بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔ اسکے اٹھے ابرو، تنی گردن، اور آنکھوں میں ہلکورے لیتا غرور تھا جو زولا کو بے حد ناگوار گزرا تھا۔

"آپکو میرے کس انداز سے لگا کہ میں آپکو پسند کرتی ہوں۔۔؟"

"میں نے اکثر تمہیں اپنی جانب دیکھتے پایا ہے۔"اپنے تیئں احسن نے بہت پتے کی بات کہی تھی۔لیکن دوسری جانب زولا کو جیسے اسکی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔وہ چند پل اسے بے یقینی سے دیکھتی رہی۔پھر اسکے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔ہلکی سی مزاق اڑاتی ہوئی مسکراہٹ۔۔

"رئیلی۔۔؟میں نے آپکو ویسے اس سے تھوڑا زیادہ سنجیدہ ایکسپیکٹ کیا تھا۔لیکن آپ تو کافی ڈیلیوژنل ہیں۔میری توقع سے کہیں زیادہ۔خیر۔مجھے آپ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔میرا خیال ہے کہ آپ آئندہ مجھے کبھی اس لحاظ سمیت کسی بھی لحاظ سے اپروچ نہیں کریں گے۔"اس نے دوٹوک لہجے میں نرمی سے کہہ کر گویا ایک حد واضح کر دی تھی۔رخسار اور رائمہ سمیت، احسن کے چہرے پر بھی کئی رنگ آکر گزر گئے تھے۔کینٹین میں بیٹھے طلباء

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اب گردنیں پھیر پھیر کر اسی جانب دیکھ رہے تھے۔ بیرسٹر آصف عابد کے بیٹے کو کسی نے ڈیلیوژنل قرار دینے کے بعد انتہائی بے رحمی سے ریجیکٹ بھی کر دیا تھا۔

"کیا مجھ میں کوئی کمی ہے۔۔؟ کوئی وجہ۔۔؟" احسن کی ڈھٹائی اب زولا کو اکتاہٹ کا شکار کر رہی تھی۔ اس نے اسکی جانب قدرے ناگواری سے دیکھا تھا۔

"یہ کوئی اتنی سوچی سمجھی ریجیکشن نہیں ہے۔ میں آپکو نہیں سوچتی۔ اسی لیے کوئی وجہ بھی نہیں ہے۔"

"تمہیں نہیں لگتا کہ یہ بات تھوڑی آؤٹ آف لائن ہے۔۔؟" اسکی سیاہ آنکھیں لمحے میں مزید سیاہ محسوس ہونے لگی تھیں۔ رخسار اور رائمہ کبھی بے چینی سے احسن کو دیکھتے تو کبھی زولا کو۔

"آپکو وجہ چاہیے۔۔ لیں۔۔ آپ ریجیکشن کو کسی بھی صحت مند انسان کی مانند قبول نہ کر پانے والے انسان لگتے ہیں۔ آپ رد کیے جانے کو انا کا مسئلہ بنا کر سامنے والے کو نقصان پہنچانے والے انسان لگتے ہیں۔ آپ خود کو کہیں ذرا عظیم انسان تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ عظیم ہونے کے لیے دوسروں کا آپکو عظیم تسلیم کرنا ضروری عمل ہے۔ اپنی نگاہوں میں آپکی عظمت لغوبات ہے۔"

زولا کا انداز سنبھلا ہوا تھا۔ آواز میں نرمی اب تک برقرار تھی۔ آنکھیں سنجیدہ تھیں۔ گرمی کے باعث رخسار سرخ محسوس ہو رہے تھے۔ وہ کسی کو بھی اچھی لگ سکتی تھی۔ اور احسن کو حیرت ہوئی کہ وہ اسکے اتنے بے رحم انداز کے باوجود بھی اسے ناپسند نہیں کر پا رہا تھا۔ شاید اسی لیے کیونکہ اسکی آنکھیں پیاری تھیں۔۔ یا شاید اسکا چھوٹا سا چہرہ۔۔ یا شاید اسکے بال۔۔ وہ طے نہیں کر پایا۔

"اب یقیناً آپکو اپنا جواب مل گیا ہے۔ تو پلیز مجھے آئندہ پریشان مت کیجیے گا۔"

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

NOVELS KI DUNIYA (WEB, FB Page, FB Group, Insta Pg, Youtube Channel)

وہ اسکے ساتھ سے نکل کر گزری تو رخسار اور رائمہ بھی اسکے پیچھے بھاگتی آئیں۔ کینٹین میں دور دور تک خاموشی تھی۔ پھر یکدم ہی احسن تیزی سے مڑا اور باہر نکلتا چلا گیا۔ اسکا گروپ اسکے پیچھے بڑھا تھا۔ پیچھے کینٹین میں اب کہ چہ مگوئیوں کا آغاز ہو چکا تھا۔ وہ برے موڈ کے ساتھ آگے ہی آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ جتنی کوشش اس نے آج کی تھی کہ اسکا موڈ آف نہ ہو، اتنا ہی اسکا موڈ صبح سے آف ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اگر آج پروفیسر کی پریزنٹیشن اچھی نہیں ہوئی تو اسے اچھے مارکس کی امید بالکل بھی نہیں رکھنی چاہیے۔ وہ سر جھٹک کر اب کلاس میں موجود، اوپر تلے بنی ڈیسکس میں سے ایک پر جا بیٹھی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ اسے ایک عجیب سا خوف بھی محسوس ہو رہا تھا۔ اگر اس سارے واقعے کی ذرا سی بھی بھنک بہرام کے کانوں تک پہنچی تو وہ اسکا یونیورسٹی آنا بند کر دیں گے۔ اس خیال کے آتے ہی اسکا دم گھٹنے لگا تھا۔ وہ سب کچھ کر سکتی تھی۔۔ بس اپنی پڑھائی نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ اسے ناکارہ رہ جانے سے خوف آتا تھا۔ اور پڑھائی اسکے خوف سے نجات کا ایک ذریعہ تھی۔ گھبرا کر اس نے نوٹس پھر سے کھول لیے تھے۔ آڈیٹوریم نما، کشادہ سی کلاس میں طلباء ایک ایک کر کے آتے جا رہے تھے۔ اوپر تلے بنی ڈیسکس پر ہلکی ہلکی سی چہ مگوئیاں اسکے کانوں میں پڑی تھیں۔ کچھ طلباء اسکی جانب دیکھتے، کچھ دیر پہلے ہوئے واقعے کو لیے بحث کر رہے تھے۔ جانے کیوں وہ نروس ہونے لگی تھی۔

"زولا کو کیا لگتا ہے کہ وہ کہیں کی پری ہے۔۔؟ اتنی بھی کوئی حسین نہیں ہے کہ احسن عابد کو ریجیکٹ کرنے کی جسارت کر سکے۔" ایک جلا کٹا سا تبصرہ اسکے کان میں پڑا۔ اس نے نظر انداز کر کے نگاہیں، نوٹس پر جمانے کی کوشش کی۔۔ لیکن اسکا ذہن یکسوئی سے خالی محسوس ہو رہا تھا۔ اسکا ذہن منتشر تھا۔

"بڑی پاکیزہ بی بی ہیں نا یہ۔۔ اتنی ہی پاک صاف ہے تو گھر رہے اپنے۔ یونی کیا کرنے آتی ہے۔۔؟" کسی نے قدرے بلند آواز میں اسے سنانے کے لیے کہا تھا۔ اسے احساس ہوا کہ کتنی ہی لڑکیاں اس سے بے جا کی حسد کا شکار تھیں۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

اس نے ایک نگاہ اٹھا کر اپنے سے ایک بینچ نیچے بیٹھی رخسار اور رائمہ پر ڈالی تھی۔ ان کے انداز میں بھی اسے ہلکا سا کھنچاؤ محسوس ہوا تھا۔ جیسے انہیں اسکا احسن کارد کرنا کچھ خاص پسند نہیں آیا تھا۔ اسے یکدم ہی اپنا آپ اس طلباء سے بھری کلاس روم میں شدید تنہا محسوس ہوا تھا۔ اسی اثناء میں پروفیسر حامد داخلی دروازے سے اندر کی جانب بڑھے تو سب اپنا کام چھوڑے، بے ساختہ انکی آمد پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ بھی کھڑی ہو گئی تھی۔

وہ اب ڈائس پر اپنے صفحات کو رکھتے ایک طائرانہ نگاہ کلاس پر ڈال چکے تھے۔ انکے بال آگے سے ذرا اڑے اڑے تھے۔ تھری پیس سوٹ کی اندرونی شرٹ میں انکا بھاری بھر کم پیٹ پھنسا پھنسا تھا۔ چہرے پر سختی لیے، نگاہوں پر چڑھا نظر کا چشمہ لگائے وہ موٹی گردن آہستگی سے گھما کر پوری کلاس کا جائزہ لینے کے بعد سب طلباء کو بیٹھنے کی اجازت دان کر رہے تھے۔ بغیر کسی رسمی تکلفات کے اب وہ رول نمبر اناؤنس کر رہے تھے۔ پریزنٹیشن کا آغاز ہوا چاہتا تھا۔

بہرام کے پر تعیش آفس کا دروازہ کھلا۔ سفید کاٹن کے کلف لگے قمیض شلوار میں ملبوس بہرام باہر کی جانب بڑھ رہے تھے۔ انکی قلموں میں ہلکی سی سفیدی تھی۔ آنکھیں سنجیدہ تھیں۔ نقوش ذرا مغرور۔ سیاہ پشاوری چپل پہنے وہ اب اپنے پی اے کے ساتھ، کسی کیس کی بریفنگ سنتے آگے ہی آگے بڑھ رہے تھے۔ ساتھ چلتا پی اے انکی رفتار سے قدم ملانے میں ہلکان ہو رہا تھا۔ اسکے لیے چلتے چلتے انہیں کیس کی بریفنگ دینا کٹھن محسوس ہو رہا تھا۔ بہت سے ورکرز کو سر کے خم سے جواب دیتے وہ لمحہ بہ لمحہ ساتھ چلتے ضمیر کو بھی دیکھ لیتے تھے۔

"اس زمینی مسئلے کو اتنا بڑھاوا دینے کی وجہ میری سمجھ سے باہر ہے، سر۔" کار کا پچھلا دروازہ اسکے لیے کھولتے ہوئے، ضمیر نے نا سمجھنے والے انداز میں کہا تھا۔ پھر دوسری جانب کا دروازہ کھول کر اندر آبیٹھا۔ ساتھ ہی ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ بھی کیا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission

Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

NOVELS KI DUNIYA (WEB, FB Page, FB Group, Insta Pg, Youtube Channel)

"یہ زمین کس کی ہے۔۔؟"اس نے پوچھا تو ضمیر نے اسکی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب۔۔؟ آپکی ہے سر۔"

"اور میں انکا کون ہوں۔۔؟ جن کے خلاف ہم کیس لڑ رہے ہیں۔۔؟"

"آپ انکے حریف ہیں۔"

"بالکل۔اور جب کوئی حریف ہوتا ہے تو اسے کیسے ہرایا جاتا ہے۔۔؟"وہ نرمی سے سوال کرتے لمحے بھر کے لیے ضمیر کو سوچنے پر مجبور کر گئے تھے۔وہ چند پل انہیں دیکھتا رہا۔

"جب کوئی حریف ہوتا ہے تو اسے کمزور کیا جاتا ہے۔پھر ہرایا جاتا ہے۔"وہ عام سی شکل وصورت کا، پتلا دبلا سا لڑکا تھا۔ بمشکل پچیس سال کا۔اسکے بال ہلکے تھے اور چہرے پر تازہ بنی شیو کے آثار تھے۔وہ اپنے کام کے ساتھ سچا اور سنجیدہ لگتا تھا۔اسی لیے وہ بہرام کو پسند تھا۔

"بالکل۔اور اپنے حریف کو کیسے کمزور کیا جاتا ہے۔۔؟"گاڑی اب کشادہ سڑک سے، کچی سڑک پر سفر کرنے لگی تھی۔درختوں کی اک طویل قطار پیچھے کی جانب دوڑ رہی تھی۔

"اپنے دشمن کو مختلف طریقوں سے کمزور کیا جاتا ہے، ضمیر۔اسے کسی بہت ہی کمزور لمحے میں چوٹ کر کے۔اسکی نفسیات سمجھ کر۔اسکے سوچنے اور پرکھنے کے انداز کو مدنظر رکھ کر۔اسے ہرانے کے لیے آپکو اسکی طرح سوچنے کی ضرورت ہے۔اگر آپکی اور اسکی سوچ میں فرق ہے، تو غالب گمان یہی ہے کہ وہ آپکو کسی پہر میں دھر لے گا اور آپ اسکی سمت کا ادراک تک نہیں کر پاؤ گے۔"وہ آنکھیں اٹھائے چند پل انہیں دیکھتا رہا۔

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

"لیکن اس سے اس کیس کے پروپیگنڈا کیے جانے کا کیا تعلق ہے، سر۔۔؟" اسکے سوال پر وہ تلخی سے مسکرا کر، کھڑکی کے شفاف شیشے سے باہر کی دنیا کو دیکھنے لگے تھے۔ انکے چہرے پر اک چبھن سی ابھری تھی۔

"جانتے ہو، ضمیر۔ مجھے کمزور کرنے کے بہت سے طریقے ہو سکتے ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ کارآمد طریقہ ہے میری ساکھ کو نقصان پہنچانا۔۔ میرے گھر کی عورتوں کو درمیان میں لانا۔ یہ ایک ایسا حربہ ہے جس سے میں ٹوٹ سکتا ہوں۔ بکھر سکتا ہوں۔ ختم تک کیا جا سکتا ہوں۔ میں اپنے گھر کی عورتوں کا چرچہ غیر مردوں کی زبان سے برداشت نہیں کر سکتا۔ میرے لیے میرے گھر کی عورتوں کا طعنہ چابک کی مانند ہے۔ یہ مجھے کاٹ سکتا ہے۔ میرے دشمن اس بات سے گہری واقفیت رکھتے ہیں۔ اسی لیے وہ سارے ہتھکنڈے چھوڑ کر مجھے اس ہتھکنڈے سے آزما رہے ہیں۔ وہ میری مرحومہ بہن کی عزت کو درمیان میں لا کر میری ایموشنل کمزوری کو ٹارگیٹ کر رہے ہیں۔ جسکا انجام بہرکیف اچھا نہیں ہونے والا ہے۔" بولتے بولتے آخر میں انکے لہجے میں کاٹ سی ابھری تھی۔ ضمیر چند پل کے لیے ساکت ہوا تھا۔ اس نے بہرام سے اپنی بہن کا اتنا براہ راست ذکر کرنے کی امید نہیں کی تھی۔

"لیکن آپکی بہن تو۔۔ میرا مطلب ہے کہ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ انکے نام سے آپکو کیسے ہراساں کیا جا سکتا ہے۔۔؟" اسکے استفسار پر بہرام نے سرخ ہوتی آنکھوں سے باہر کی جانب دیکھتے ہوئے، ہلکا سا سر ہلایا تھا۔

"وہ مر گئی ہے۔۔ لیکن اس سے جڑی ذلت اب تک میری پیشانی پر آویزاں ہے۔ یہ کسی بھی دیکھنے والے کو نظر آ سکتی ہے۔" کچھ پل کے لیے گاڑی میں خاموشی چھا گئی تھی۔ ضمیر نے انکی جانب محتاط نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"اور سر۔۔ آپکی بھانجی۔۔ آئی مین۔۔ کیا وہ کسی طرح ہمارے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔۔؟ کیونکہ وہ آپکا ایک طرح سے ویک پوائنٹ ہے۔ وہ آپکی کمزوری ہے۔ کیا آپکو نہیں لگتا کہ آپکے حریف اسے درمیان میں لا کر

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

آپکو کسی بھی طرح بلیک میل کریں گے۔۔؟میں معذرت خواہ ہوں، اگر آپکو میرا سوال برا لگے تو۔" آخر میں شرمندگی کے بغیر کہا تو بہرام نے گہرا سانس لیا۔ کچھ تھا جو انہیں ہلکا سا پریشان کر رہا تھا۔

"تمہارا سوال ویلڈ ہے۔ وہ یقیناً ایسی کوشش کریں گے۔ لیکن ہمیں اس کوشش سے پہلے خود کو تیار کرنا ہو گا۔"

"سر آپکو نہیں لگتا کہ وہ تھوڑے زیادہ بولڈ ہیں۔ حملے کرنے میں۔ کڈنیپنگ اور دوسرے جرائم انکے لیے کچھ مشکل نہیں۔ وہ افغان ہیں۔ جو حساس سرحدی حصوں پر رہ کر بڑے ہوئے ہیں۔ ڈرگز اور اسلحہ جات جیسی الیگل ڈیلنگز میں کئی سالوں سے ملوث رہے ہیں۔ انکے تعلق بڑے بڑے مافیا رنگز سے متصل افراد سے ہیں۔ ہمیں انکا مقابلہ کرنے میں قدرے کٹھنائی کا سامنہ ہو سکتا ہے۔ آئی مین ہم بزنس کرنے والے لوگ ہیں۔ جی مانتا ہوں ہمارے تعلقات بھی ہیں۔ ہم بھی اثر و رسوخ رکھنے والے لوگ ہیں۔۔ لیکن ہم انکے مقابلے پر نہیں ہیں۔ انکی ڈائنمکس مختلف ہے۔" اس نے گویا سارے واقعات کا تفصیلی جائزہ بہرام کے سامنے رکھا تھا۔ وہ ان سب باتوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ اسی لیے شاید وہ ضمیر کے لب لباب پر خاموش رہے تھے۔

"آپ کیا سوچ رہے ہیں، سر۔۔؟"

گاڑی گاؤں کے داخلی راستے پر رکی تو ضمیر نے پوچھا۔ بہرام نے اسکی جانب دیکھا۔

"ہم انکا مقابلہ کریں گے۔ ہم انہیں شکست دیں گے۔ میں نے صرف جیتنا سیکھا ہے۔ مجھے ہارنے میں قطعاً کوئی دلچسپی نہیں ہے، ضمیر۔ اب چلو۔۔ رسول بخش کی بیٹی کے فیصلے کے لیے دیر ہو رہی ہے۔" آخری بات جیسے عندیہ تھی کہ وہ مزید اس بارے میں گفتگو نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ضمیر نے سمجھ کر سر ہلایا اور پھر فائل بند کرتا باہر نکل

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

NOVELS KI DUNIYA (WEB, FB Page, FB Group, Insta Pg, Youtube Channel)

آیا۔ اب وہ بہرام کی جانب کا دروازہ کھول رہا تھا۔ وجیہہ سے بہرام اب سنجیدہ چہرہ لیے گاؤں کے اندر بڑھ رہے تھے۔ انکے دوست کی بیٹی کا آج ایک اہم فیصلہ تھا۔ وہ اس میں اپنی شرکت کو یقینی بنانا چاہتے تھے۔

زولا کی کلاس میں سناٹا تھا اور سامنے موجود طالب علم اپنی پریزنٹیشن کو اب اختتامی مراحل میں سمیٹ رہا تھا۔ وہ اس کلاس کا ہونہار طالب علم، ہریرہ تھا۔ اسکی ناقابل بیان حد تک بہترین پریزنٹیشن کو دیکھ کر زولا کو اپنی تیاری پھیکی محسوس ہونے لگی تھی۔ اسکی پریزنٹیشن کے بعد، سر حامد سمیت کلاس کے باقی طلباء نے بھی تالیاں بجائی تھیں۔ ہریرہ کسی فاتح کی مانند اپنا علاقہ فتح کر کے لوٹ رہا تھا۔ اگلا نام اسکا تھا۔ جو اب سر حامد کال کر رہے تھے۔ انکی کرخت آواز پر اسکی ریڑھ کی ہڈی سنسنائی تھی۔ کلاس میں موجود طلباء اسے گردنیں پھیر پھیر کر دیکھ رہے تھے۔ کچھ دیر قبل ہوا واقعہ ان میں سے ہر ایک کے چہرے پر درج تھا۔ وہ ان نگاہوں سے بچتی بچاتی، زینہ زینہ نیچے اترنے لگی۔ سر حامد کے سامنے سے گزرتے ہوئے، اسے کسی چیز کا احساس ہوا۔ شدت سے۔۔ جیسے وہ کچھ بھول رہی ہے۔ اسے یہ احساس صبح سے ہو رہا تھا۔

سر حامد نے اپنی ناک پر جمے عینک سے جھانک کر اسکی جانب دیکھا تھا۔ ساتھ ہی ایک ہاتھ بھی آگے بڑھایا۔ اور اسے اسی پہر سر حامد سمیت، سینکڑوں طلباء کے سامنے ایستادہ رہ کر یاد آگیا تھا کہ وہ کیا بھول رہی تھی۔ وہ اپنی پریزنٹیشن کا ڈسکورس بھول گئی تھی۔ وہ اپنی فائل میں موجود، تفصیل سے لکھا گیا اسائنمنٹ گھر بھول کر آگئی تھی۔ اسکی پیشانی پر پسینے کی چند بوندیں نمودار ہوئی تھیں۔

"آپکا اسائنمنٹ بی بی۔۔؟"

اسے سمجھ نہیں آیا کہ سر کو کیا جواب دینا ہے۔ اس نے ایک بے چین اور خوفزدہ نگاہ کلاس پر ڈال کر، قدرے ہلکی آواز میں سر سے معذرت کرنے کی کوشش کی لیکن سر حامد، ہاتھ میں تھامے پلندے کو تقریباً پٹختے ہوئے اسکی

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram

جانب دیکھا تھا۔ انکی آنکھوں میں اسے اپنے لیے واضح ناپسندیدگی دیکھ کر بہت کچھ غرق ہوتا نظر آرہا تھا۔ اسے لگا گویا وہ ان تمام طلباء کے آگے سانس لینے میں ناکام ہو رہی ہے۔ اس نے بمشکل گہرا سانس لے کر اپنے سکڑتے پھیپھڑوں کو آزاد کرنے کی کوشش کی تھی۔

"آپ اپنا اسائنمنٹ نہیں لائی ہیں۔۔؟" سر حامد آفندی نے اب کے قدرے فرصت سے اسے دیکھ کر پوچھا تھا۔ اس نے بمشکل اپنی آنکھوں میں ابلتے آنسوؤں کو روک کر کچھ کہنا چاہا لیکن اسکی آواز حلق ہی میں دم توڑ گئی۔ وہ اتنی ہمت مجتمع ہی نہ کر پائی کہ انہیں بتا دیتی کہ وہ واقعتاً اپنا اسائنمنٹ گھر بھول آئی ہے۔

جاری ہے۔۔

* * * * * * *

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔۔۔

اَلسَّلامُ عَلَیکُم احباب۔۔۔۔"

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کر کے ہی پبلش کیا جاتا ہے چُوک ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے "ناولز کی دنیا" ویب سائیٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کرسکتے ہیں ۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں ۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

NOVELS KI DUNIYA (WEB, FB Page, FB Group, Insta Pg, Youtube Channel)

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں -- اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہوسکا آپکی تحریر پوسٹ ہوجائے گی ---

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیئے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں--

Email address :- Novelskiduniya77@gmail.com

Facebook page :- Novels ki duniya

(user name @zoyatalib77)

Facebook group :- Novels ki duniya

Instagram Page:- Nkd (ZT) (UserName: Novelskiduniya77)

Youtube Channel: Novels Ki Dunya (NKD) Official

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیئے ہر پیج کے نیچے **Blue** الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے شکریہ-----

All Rights Reserved/Don't copy without any Permission
Contact us on our fb page NOVELS KI DUNIYA OR Visit Our Website | Channel | Instagram